

”علم کثرت حدیث کی بنا پر نہیں بلکہ خوف خدا کی کثرت کے لحاظ سے ہے۔“
سعد بن ابراہیمؓ سے کسی نے پوچھا کہ مدینہ میں سب سے بڑا فقیہ کون ہے تو فرمایا اتقاهم لربہ جو اپنے رب سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔
حضرت ربیع بن انسؓ فرماتے ہیں ”من لم یخش فلیس بعالم“ جس آدمی کے اندر خشیت نہیں وہ عالم نہیں۔“

ہے۔ دل کو خشیت الہی کا مرکز بنا دیتا ہے۔
دوسری مثال یہ کہ خشیت الہی رکھنے والے عالم شمر دار شہی کی طرح ہوتا ہے یعنی ایسی شہی زمین کی طرف جھکی ہوئی ہوتی ہے اور بے شمر شاخ اوپر اٹھی ہوتی ہے اسی طرح خوف خدا سے عالم جھکا ہوا ہوتا ہے۔
اس میں عاجزی اور انکساری ہوتی ہے خوف خدا سے خالی عالم بے شمر شاخ کی طرح گردن اٹھا کر چلتا ہے۔ اس میں نخوت اور غرور ہوتا ہے۔ اس لئے کہ علم تو

ہونت آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے پوچھا تم کون ہو کہنے لگے ہم لوگوں کو نیکی کی باتیں بتاتے تھے مگر خود ان پر عمل نہیں کرتے تھے۔ ہم دوسروں کو برائی سے منع کرتے تھے۔ مگر خود ان برائیوں میں ملوث تھے۔

ایک روز شیخ شقیق بلخیؒ نے اپنے شاگرد حاتم اسم سے پوچھا حاتم تم کتنے دنوں سے میرے ساتھ ہو انہوں نے جواب دیا کہ تینتیس سال سے شیخ صاحب نے کہا کہ بتاؤ اتنے طویل عرصے میں آپ نے مجھ سے کیا سیکھا؟ شاگرد نے کہا کہ صرف آٹھ مسئلے شیخ نے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میرے اوقات تیرے اوپر ضائع چلے گئے کہ تم نے صرف آٹھ مسئلے سیکھے حاتم نے کہا استاد محترم زیادہ نہیں سیکھ سکا اور جھوٹ بھی نہیں بول سکتا۔

استاد نے کہا اچھا بتاؤ کیا سیکھا ہے؟

حاتم نے کہا:

۱۔ میں نے مخلوق کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہر کسی کا کوئی محبوب ہوتا ہے قبر تک وہ اپنے محبوب کے ساتھ رہتا ہے لیکن جب قبر میں پہنچ جاتا ہے تو محبوب سے جدا ہو جاتا ہے اس لئے میں نے اپنا محبوب نیکیوں کو بنا لیا جب قبر میں جاؤں گا تو یہ میرا محبوب میرے ساتھ رہے گا۔

۲۔ میں نے خدا کے فرمان پر غور کیا واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الہوی۔ فان الجنة ہی الماوی (سورۃ النازعات)

اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور اپنے نفس کو خواہشات سے باز رکھا تو جنت اس کا ٹھکانہ ہوگی۔

تو اپنے نفس کو برائیوں سے لگام دی۔ خواہشات انسانی سے بچنے کی محنت کی یہاں تک کہ میرا نفس اطاعت الہی پر جم گیا۔

۳۔ لوگوں کو دیکھا کہ اگر کسی کے پاس کوئی قیمتی چیز ہے تو کو سنبھال کر رکھتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا فرمان دیکھا۔ ماعندکم ینقدو ماعند اللہ باق (سورۃ النمل)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔
لیس العلم عن کثرة الحدیث ولكن العلم عن کثرة الخشية.
”علم کثرت حدیث کی بنا پر نہیں بلکہ خوف خدا کی کثرت کے لحاظ سے ہے۔“

ایک نور ہے جو آدمی کے دل میں اتر کر اس کے دل کو جلا بخشتا ہے اور اس کے سینے کو منور کرتا ہے۔ دل کو خشیت الہی کا مرکز بنا دیتا ہے اور اگر کسی کا علم صرف زبان کی حد تک رہے اس کے اندر خشیت الہی پیدا نہ ہو تو وہ عالم نہیں بلکہ جاہل ہے۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں۔

ان العلم لیس بکثرة الروایة وانما العلم نور یجعلہ اللہ فی القلب ”علم کثرت روایت کا نام نہیں بلکہ حقیقی علم تو ایک نور ہے جو اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں ڈال دے“ اس کی مزید وضاحت امام حسن بصریؒ کے اس فرمان سے ہوتی ہے کہ علم دو طرح کا ہوتا ہے ایک علم اللسان (زبان کا علم) جو ابن آدم کے خلاف خدا کے ہاں دلیل بنے گا دوسرا علم فی القلب ہے (دل میں اتر جانے والا علم) یہی نفع بخش علم ہے کہ

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب گرہ کشا ہے نہ راضی نہ صاحب کشاف بنیر عمل کے علم آدمی کیلئے تباہی کا سبب ہے۔

حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا ہے کہ علماء بد کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی پتھر نہر کے منہ پر رکھ دیا جائے نہ تو وہ خود پانی پیئے گا نہ پانی کو آگے بھرنے دے گا۔ کہ کھیتوں اور باغوں کو سیرابی نصیب ہو۔ حضورؐ نے فرمایا معراج کی رات میرا گزرا یہ لوگوں کے پاس سے بھی ہوا جس کے

اب خشیت کے متعلق ایک صحابی حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں الخشية التي تحول بینک وبين معصية الله عز وجل ”کہ خشیت الہی وہ ہے جو تیرے اور معصیت کے درمیان حائل ہو کر خدا کی نافرمانی سے بچاتی ہے۔
حقیقی بات یہ ہے کہ صحیح عالم خشیت الہی کا منبع ہوتا ہے۔ جہاں سے لوگ مستفید ہوتے ہیں۔
امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔

العالم من خشی الرحمن بالغیب ورجب فیما رغب اللہ فیہ وزهد فیما سخط اللہ فیہ“

عالم وہ ہے جو رحمن سے بن دیکھے ڈرتا ہے اور ایسی چیز میں رغبت رکھتا ہے جو اللہ کو مرغوب ہے اور جس کام سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اس سے الگ ہو جاتا ہے۔

خشیت الہی رکھنے والے عالم کی مثال امام غزالیؒ نے دی ہے کہ وہ پھل دار درخت کی طرح ہوتا ہے کوئی اس درخت پر اینٹ یا پتھر پھینکے تو شجر شرم دار جو آب میں پتھر نہیں پھینکتا بلکہ پھل پھینکتا ہے۔

علم تو ایک نور ہے جو آدمی کے دل میں اثر کر کے اس کے دل کو جلا بخشتا ہے اس کے سینے کو منور کرتا

(جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جانے والا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔)
تو جو چیز مجھے قیمتی ہاتھ آئی اسے خدا کی طرف پھیر دیا تاکہ اسکے پاس محفوظ ہو جائے جو کبھی ضائع نہ ہوگی۔

۴۔ لوگوں کو دیکھا تو ہر ایک کا رنجان دنیاوی مال، حسب و نسب اور دنیوی جاہ و منصب پر پایا ان امور میں غور کرنے سے یہ چیزیں پیچ دکھائی دیں ادھر فرمان الہی پڑھا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (سورۃ الحجرات)

بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز

گار ہے۔ تو میں نے تقویٰ اختیار کیا تاکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت پاؤں۔

۵۔ میں نے دیکھا کہ لوگ آپس میں گمان بد رکھتے ہیں ایک دوسرے کو برا کہتے ہیں دوسری طرف فرمان الہی دیکھا نحن قسمنا بینہم معیشتہم (سورۃ الزخرف)

دنیوی زندگی میں ان کے درمیان ذرائع معیشت تو ہم نے تقسیم کیے ہیں۔

اس لئے میں نے حسد چھوڑ کر خلق سے کنارہ کر لیا اور یقین ہوا کہ قسمت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے لہذا خلق کی عداوت سے باز آ گیا۔

۶۔ لوگوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے سے سرکش اور کشت و خون کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا تو اس نے فرمایا:

ان الشیطن لکم عدو فاتخذواہ عدوا (سورۃ فاطر) ”(درحقیقت شیطان تمہارا دشمن ہے اس لئے تم بھی اسے اپنا دشمن ہی سمجھو)“
اس لئے میں نے صرف اکیلے شیطان کو اپنا

دشمن ٹھہرا لیا اور اس بات کی کوشش کی کہ اس سے بچتا ہوں اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکی عداوت پر گواہی دی ہے لہذا میں نے مخلوق سے عداوت چھوڑ کر اپنا سینہ صاف کر لیا۔

۷۔ لوگوں کو دیکھا کہ روٹی کے ٹکڑے پر اپنے نفس کو ذلیل کر رہے ہیں ناجائز امور میں قدم رکھتے ہیں۔ میں نے ارشاد باری تعالیٰ دیکھا وما من دآبۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا (سورۃ صود)
زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمے نہ ہو۔ پھر میں نے ان باتوں میں

حاتم نے کہا:

میں نے مخلوق کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہر کسی کا کوئی محبوب ہوتا ہے قبر تک وہ اپنے محبوب کے ساتھ رہتا ہے لیکن جب قبر میں پہنچ جاتا ہے تو محبوب سے جدا ہو جاتا ہے اس لئے میں نے اپنا محبوب نیکیوں کو بنا لیا جب قبر میں جاؤں گا تو یہ میرا محبوب میرے ساتھ رہے گا۔

مشغول ہوا جو اللہ کے حقوق میرے ذمے ہیں میں نے اس رزق کی طلب ترک کر دی جو اللہ کے ذمے ہے۔

۸۔ میں نے خلق کو دیکھا کہ کوئی کسی عارضی چیز پر بھروسہ کرتا ہے کوئی اپنی تجارت پر، کوئی اپنے پیشے پر، کوئی بدن کی تندرستی پر، کوئی اپنی طرح کی مخلوق پر تکیہ کرتا ہے میں نے خدا کی طرف رجوع کیا کہ یہ ارشاد پایا۔ ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ (سورۃ طلاق)

جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اس کیلئے وہ کافی ہے۔ تو میں نے خدا پر توکل کیا وہی مجھے کافی ہے۔

شیخ بلخی نے فرمایا اے میرے پیارے شاگرد حاتم خدا آپ کو ان کی توفیق نصیب کرے میں نے جو تورات، انجیل، زبور اور قرآن کے علوم کا مطالعہ کیا تو ان سب کی اصل جز آٹھ مسائل پر پائی۔ ان آٹھ مسائل پر عمل کرنا والا چاروں آسمانی کتابوں کا عامل ہوا (بحوالہ احیاء العلوم غزالی)

میری امت کے علماء و فضلاء اور مری ملت کے

مہکتے ہوئے پھولو ایسے ہی علم کے متعلق علی جبہ البصیرت کہا جاتا ہے کہ علم جنت کی راہ کا مینارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ علم کی بدولت قوموں کو عروج دیتا ہے علم کی وجہ سے عمل میں حسن آتا ہے فرشتے اہل علم کی رفاقت کا اشتیاق رکھتے ہیں۔ اپنے نورانی پروں سے ان کو چھوتے ہیں اور خشک و تر چیز ان کی بخشش کیلئے دعا کرتی ہے۔ سمندر میں مچھلیاں جنگلات کے درندے اور آسمان کے ستارے بھی اہل علم کیلئے مغفرت کی دعا بھیج کر رہے ہیں۔ علم دل کی زندگی اور آنکھوں کا نور دل کی قوت ہے۔ علم آدمی کا محافظ ہے اسی علم کے ذریعے آدمی

نیک لوگوں کی منزلیں پاتا ہے۔

اس علم کی روشنی میں اطاعت الہی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ یہی علم جنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہے یہی علم

ہماری کھوئی ہوئی عظمت و سطوت کی واپسی کی دلیل صادق ہے۔ یہی علم آدمی کا دنیا و آخرت میں صدیق حیم ہے۔ ہمارے لئے اس واقعہ کے اندر ایک عظیم سبق ہے۔ کہ ہم اور خصوصاً ہمارے علماء آج یہ دیکھیں کہ ان کے اندر یہ آٹھ چیزیں موجود ہیں؟

اگر موجود ہیں تو خوش نصیبی ہے اگر نہیں ہیں تو انہوں نے اس علم سے صحیح استفادہ نہیں کیا۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے بعض نام نہاد علماء نے خالق کو چھوڑ کر مخلوق پر تکیہ کیا ہوا ہے اور بعض چڑھتے ہوئے سورج کو سلام کرتے ہیں بڑے لوگوں کی پیشانیوں کو دیکھ کر مسئلے تلاتے ہیں۔ حکمرانوں کی کرسی کو سلام کرتے ہیں جبکہ علماء کا کام تو یہ تھا ”الفضل الجہاد کلمۃ الحق عند سلطان جائز“ کہ چاہر حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق کی صلا میں بلند کرتے۔

جیسے اسلام کی عظمت پر کٹ مرتا نہ آتا ہو مسلمانوں کے بیڑے کا کھوپا ہو نہیں سکتا حضرت حدیفہؓ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو فتنے کی جگہ سے بچاؤ لوگوں نے پوچھا وہ کون سی جگہیں ہیں

تو فرمایا امیروں کے دروازے۔ امام سفیان ثوری فرماتے ہیں جہنم میں ایک جنگل ہے جس میں وہی عالم رہیں گے جو بادشاہوں کی زیارت کو جاتے ہیں۔ علماء کے شایان شان نہیں کہ دردر کی ٹھوکریں کھائیں اور کٹھنول گدائی لیکر پھرتے رہیں علماء کی شان اس سے بہت بلند ہے۔ علماء کو تو آسمان کے ستاروں سے تشبیہ دی جاتی ہے ستاروں کے تین خاتمے ہیں۔ ۱۔ اندھیری رات میں ان سے راستہ معلوم ہوتا ہے۔ ۲۔ آسمان کی زینت ہیں۔ ۳۔ شیطانوں کو چنگاڑے پڑتے ہیں۔ علماء بھی زمین پر تین اوصاف رکھتے ہیں۔ ۱۔ اگر ای میں ان سے راہنمائی لی جاتی ہے۔ ۲۔ زمین کی زینت ہیں۔ ۳۔ جو لوگ حق و باطل میں امتزاج کرتے ہیں ان کیلئے تازیانوں کا کام دیتے ہیں۔ امام حسن بھری نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ

علماء کو بھی احساس کمتری کا شکار ہونے کی بجائے حضرت علی کی زبان میں یہ کہنا چاہیے۔
رضینا قسمة الجبار فینا
لنا علم وللمحال مال
فان المال یغنی عن قریب
وان العلم یغنی لایزال
ہم خدائے جبار کی قسمت پر راضی ہیں ہماری قسمت میں علم ہے اور جاہلوں کی قسمت میں مال ہے بیشک مال جلد فنا ہونے والا ہے۔ اور علم ہمیشہ باقی رہے گا۔

اتحاد کی بجائے فرقہ واریت کی دعوت ہے اور بعض کا رویہ کل کے قصہ گولوگوں کی طرح ہے کوئی عمل کی بات نہیں کوئی کام کی بات نہیں جو منہ میں آیا کہہ دیا قطع نظر اس کے کہ دین اسلام اس کی اجازت دیتا ہے یا نہیں۔ اور پھر اگر کوئی آدمی دوران خطاب یا بعد میں کوئی سوال کر بیٹھے پھر اس کی خیر نہیں یا تو خدا کا اس سائل کی زبان بند کر دیں گے یا خطیب بے بدل تکبر میں آکر ایسی بات کرے گا جس سے وہ بیچارہ نشانہ مذاق بن جائے گا۔ ایسے خطباء کے متعلق کسی نے کہا ہے واعظوں میں یہ تکبر کہ الہی توبہ اپنی ہر بات کو آواز خدا کہتے ہیں ان کے ہر کام میں دنیا طلبی کا سودا ہاں مگر وعظ میں دنیا کو برا کہتے ہیں فرقہ بندی کی ہوا تیرے گلستان میں چلی یہ وہ ناداں ہیں جو اسے باد صبا کہتے ہیں۔ حضرت عمر کی خطابت کا کون معترف نہیں ہے لیکن جب ان سے دوران خطاب سوال کیا جاتا تو ترک کر اسے مطمئن کرتے پھر آگے چلتے اس لئے کہ جس

علماء کو چاہیے کہ اپنی تمام امیدیں صرف اللہ سے وابستہ کریں اس کی طرف رجوع کریں اسی کی ذات پر توکل کریں اسی کے سامنے جبین نیاز جھکائیں۔ اسی کو اپنی کامیابی کیلئے پکاریں۔ عوام کی اصلاح کا درد ہر وقت اپنے دل میں رکھیں۔ سیکھنے والوں سے پیار کریں۔ اصل دین (یعنی قرآن و سنت) کی دعوت دیں اتفاق و اتحاد کو عملی جامہ پہنائیں اگر کسی سوال کا جواب نہ آئے تو غلط بتلانے

لیکن بعض علماء کا رویہ اس قسم ہے کہ اپنی تبلیغ و تقریر کے اندر کوئی اصلاحی بات نہیں بلکہ انتشار ہے اتحاد کی بجائے فرقہ واریت کی دعوت ہے اور بعض کا رویہ کل کے قصہ گولوگوں کی طرح ہے کوئی عمل کی بات نہیں کوئی کام کی بات نہیں جو منہ میں آیا کہہ دیا قطع نظر اس کے کہ دین اسلام اس کی اجازت دیتا ہے یا نہیں۔ اور پھر اگر کوئی آدمی دوران خطاب یا بعد میں کوئی سوال کر بیٹھے پھر اس کی خیر نہیں یا تو خدا کا اس سائل کی زبان بند کر دیں گے یا خطیب بے بدل تکبر میں آکر ایسی بات کرے گا جس سے وہ بیچارہ نشانہ مذاق بن جائے گا۔

علماء کے لکھنے کی سیاہی شہیدوں کے خون کیسا تھ تولی جائے گی تو سیاہی خون سے بھاری نکلے گی۔ دنیا کے سارے تخت و تاج مل کر بھی علماء کے لکھے ہوئے ایک لفظ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ مزید فرمایا لولا العلماء لصار الناس مثل البہائم ”اگر علماء نہ ہوتے تو لوگ جانوروں کی طرح ہو جاتے۔ علم کے مقابلے میں دنیا کیا ہے؟ سارے بادشاہوں کے تاج و تخت ملکر بھی علماء کے لکھے ہوئے ایک لفظ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

کی بجائے معذرت کر لیں اس میں عالم کی کوئی توجہ نہیں ہے۔ بلکہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں واللہ ان الذی یفتی الناس فی کل مایستلونه لمعجون۔ بخدا جو لوگوں کے ہر سوال مفتی بن کر جواب دے جاتا ہے ہتھتا وہ معجون ہے۔ اور یہ بات عقلاً بھی محال کہ آدمی کو ہر قوم کے ہر سوال کا جواب آتا ہے۔

کے دل میں خشیت الہی ہے وہ خوف خدا سے بادور جھکا ہوا ہوتا ہے وہ قول تول کر بولتا ہے۔ اور بول بول پر توتا ہے۔ اور اسے یقین ہوتا ہے کہ دل کی نیت پر خدا کی نظر ہے اور زبان سے نکلنے والا ہر لفظ ریکارڈ ہو رہا ہے۔ وہ لوگوں کی حقارت پر نہیں بلکہ ان کی اصلاح پر حریص ہوتا ہے۔ اللهم انا نستلک علما نافعاً فی الدنیا

لیکن بعض علماء کا رویہ اس قسم ہے کہ اپنی تبلیغ و تقریر کے اندر کوئی اصلاحی بات نہیں بلکہ انتشار ہے